NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

شریعتِ اسلامیہ اور جدید میڈیکل ایتھکس: مطابقت اور اخلاقی اصولوں کی ہم آہنگی

An Analytical Study of Ethical Compatibility between Islamic Shariah and Modern Biomedical Ethics

Dr. Umm-e-Laila
Assistant Professor,Department of Islamic Studies, The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur. ummelaila@gscwu.edu.pk
Ammara Naseem
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies,The Government Sadiq College Women University, Bahawalpur.Email: ammaranaseem04@gmail.com

Abstract

This research paper explores the ethical and jurisprudential relationship between Islamic Shariah and Modern Biomedical Ethics, analyzing their compatibility and convergence in guiding medical practice and health systems. The study highlights that Islamic medical ethics, rooted in divine revelation and Maqasid al-Shariah (objectives of Islamic law), provide a comprehensive moral framework that complements the four foundational principles of modern bioethics — beneficence, non-maleficence, autonomy, and justice. Islamic teachings, while upholding these values, integrate them with the higher objectives of preserving life (hifz al-nafs), maintaining dignity, and ensuring spiritual well-being. The research also demonstrates how the Qur'anic injunctions such as "la darar wa la dirar" (no harm, no reciprocating harm) and "wa la tulqu bi'aydikum ila al-tahlukah" (do not throw yourselves into destruction) align with global patient safety protocols and risk management strategies defined by WHO. Furthermore, the study emphasizes the holistic nature of Islamic medical ethics, which address physical, psychological, social, and spiritual dimensions of health, making it deeply compatible with the modern concept of Holistic Care. Hence, Islamic Shariah does not stand in opposition to modern biomedical ethics but rather provides a divinely anchored moral and humanistic paradigm that transforms medicine into an act of worship, compassion, and social welfare.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
25-11- 2025
Revised:
29-11- 2025
Accepted:
30-11- 2025
Online:
01-12- 2025

Keywords: Islamic Medical Ethics, Biomedical Ethics, Maqasid al-Shariah, Patient Safety, Risk Management,Holistic Care.

CC BY

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

1. موضوع کا تعارف

اسلام ایک کامل و جامع نظامِ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف عبادات و معاملات بلکہ طِبّ وعلاج کے میدان میں بھی اخلاقی اور قانونی اصول متعین کیے ہیں۔ اسلامی فکر میں علم کا مقصد محض معلومات کا حصول نہیں بلکہ انسان اور معاشرے کے لیے نفع و فلاح پیدا کرنا ہے۔ انہی علوم میں طِبّ (Medicine) کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، کیونکہ یہ براہِ راست انسانی جان، صحت اور بقا سے متعلق ہے۔ امام ابن قیم الجوزیہؒ اپنی مشہور تصنیف زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں فرماتے ہیں کہ طبّ بندگانِ خدا کے لیے سب سے زیادہ نافع علوم میں سے ہے، اور یہ فرضِ کفایہ ہے، کیونکہ اس کے ذریعے ان کے جسمانی مصالح قائم رہتے ہیں۔ اس قول سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ طِبّ اسلام میں محض پیشہ نہیں بلکہ دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔ طبیب وہ شخص ہے جو اللہ کی مخلوق کی جان، عزت اور صحت کی حفاظت میں شریک ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لیے علم، اخلاص، امانت اور عدل بنیادی اوصاف قرار پاتے ہیں۔

موجودہ دور میں جب میڈیکل سائنس تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور پیچیدہ اخلاقی سوالات پیدا ہو رہے ہیں، جیسے اعضا کی پیوندکاری، مصنوعی تولید، جینیاتی تحقیق، مریض کی خود مختاری اور زندگی کے اختتام سے متعلق فیصلے، ایسے میں شریعتِ اسلامیہ ایک ہمہ گیر رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اسلامی شریعت اور جدید میڈیکل ایتھکس کے مابین مطابقت (compatibility) اور اخلاقی اصولوں کی ہم آہنگی (ethical convergence) کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ یہ واضح ہو کہ اسلام جدید سائنسی ترقی کے ساتھ تعارض نہیں بلکہ توازن، انصاف اور انسانی فلاح کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ میڈیکل سائنس میں ترقی کے ساتھ اخلاقی بحران بھی بڑھا ہے۔ مغربی دنیا میں میڈیکل ایتھکس کی بنیاد سیکولر ہیومنزم پر ہے، جس میں مذہب کا کردار محدود ہے۔ اس کے برعکس اسلام انسان کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی بھلائی کو یکجا کرتا ہے۔ یہ تحقیق اس لیے اہم ہے کہ

- یہ جدید بائیو میڈیکل اصولوں کو اسلامی اخلاقی ضوابط کے ساتھ مربوط کرتی ہے۔
- شریعت کے مقاصد (مقاصد الشریعہ) خصوصاً حفظِ نفس کو طبّی اخلاقیات کے تناظر میں واضح کرتی ہے۔
- جدید میڈیکل پالیسی سازی اور ایتھیکل ریویو بورڈز کے لیے اسلامی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔
- اسلام کو محض عقیدے کا نہیں بلکہ عملی اخلاقی نظام کے طور پر پیش کرتی ہے جو انسانیت کی فلاح کے لیے ہمہ گیر ہے۔

2. جدید میڈیکل سائنس اور کلینیکل ایتھکس:

جدید میڈیکل سائنس انسانی جسم اور بیماریوں کے مطالعے کو سائنسی شواہد، تحقیقی طریقوں اور جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر آگے بڑھاتی ہے۔ اس کا بنیادی اصول صحت کا تحفظ اور بیماری کے اثرات میں کمی منظم تحقیق، کلینیکل مشاہدے اور مؤثر علاج کے ذریعے ممکن بنائی جائے۔

> "Medicine, the practice concerned with the maintenance of health and the prevention, alleviation, or cure of disease.[1]"

"طِبّ، صحت کو برقرار رکھنے اور بیماری کی روک تھام، اس میں کمی لانے، یا علاج سے متعلق ایک عمل ہے۔"

مندرجہ بالا جدید طِبّ کی یہ تعریف اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ صحت کا تحفظ اور بیماری کا علاج صرف سائنسی عمل نہیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ انسانی خدمت بھی ہے۔ چونکہ علاج کا ہر مرحلہ براہِ راست انسانی جان، عزت اور فلاح سے متعلق ہوتا ہے، اس لیے طبّی عمل محض تکنیکی مہارت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ طبّی خدمات کو مؤثر اور انسان دوست بنانے کے لیے اخلاقی اصولوں کا شامل ہونا ناگزیر ہے۔

> "Ethics is an inherent and inseparable part of clinical medicine as the physician has an ethical obligation (i) to benefit the patient, (ii) to avoid

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

or minimize harm, and to (iii) respect the values and preferences of the patient.[2]"

"اخلاقیات، عملی طب (کلینیکل میڈیسن) کا ایک لازمی اور ناگزیر حصہ ہے کیونکہ معالج پر اخلاقی طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ (1) مریض کو فائدہ پہنچائے (2) نقصان سے بچائے یا اسے کم سے کم کرے اور (3) مریض کی اقدار اور ترجیحات کا احترام کرے۔"

اخلاقی فریم ورک کے بغیر کوئی بھی کلینیکل پریکٹس مکمل طور پر مستند و معتبر نہیں سمجھی جا سکتی۔ اخلاقی اصول نہ صرف معالج اور مریض کے تعلق کو مضبوط کرتے ہیں بلکہ علاج کے نتائج کی پائیداری اور شفافیت کو بھی یقینی بناتے ہیں۔ جدید طبّی تحقیق واضح کرتی ہے کہ مریض کے فیصلوں، اقدار اور ترجیحات کا احترام کلینکل عمل میں لازمی عنصر ہے، اس کا فقدان علاج کے معیار اور مریض کے اعتماد پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔ اخلاقیات معالجانہ فیصلوں کو مریض محور اور سائنسی طور پر قابل اعتماد بناتی ہیں، جو جدید صحت کے نظام کے لیے ضروری ہیں۔

2.1 اسلامی طبّی اخلاقیات کا تعارف

اسلامی طبّی اخلاقیات (Islamic Medical Ethics) شریعتِ اسلامیہ کی ان بنیادی تعلیمات پر مبنی ہیں جو انسانی جان، عزت، وقار اور فلاح کے تحفظ کو مقصدِ اعلیٰ قرار دیتی ہیں۔ اسلام میں طِبّ و علاج محض ایک پیشہ نہیں بلکہ عبادت اور خدمتِ خلق ہے۔ قرآن و سنت نے جہاں علاج کو سنت اور زندگی کے تحفظ کو فریضہ قرار دیا، وہیں طبیب اور مریض دونوں کے لیے واضح اخلاقی اصول بھی متعین کیے۔ اسلامی طبّی اخلاقیات ایک ایسا ہمہ گیر فکری و عملی نظام ہے جو نہ صرف عہدِ نبوی ﷺ کے سماجی و علمی حالات کے مطابق رہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ جدید طبّی دنیا کے پیچیدہ اور کثیر الجہتی (multidimensional) مسائل کو بھی حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلامی طبّی اخلاقیات کی بنیاد مقاصدِ شریعت پر ہے جو انسانی زندگی کے پانچ بنیادی مقاصد کی حفاظت پر قائم ہیں:

1. حفظِ دین (Protection of Faith)
2. حفظِ نفس (Protection of Life)
3. حفظِ نسل (Protection of Lineage)
4. حفظِ عقل (Protection of Intellect)
5. حفظِ مال (Protection of Property)

ان میں سے **حفظِ نفس** طبّی اخلاقیات کا بنیادی ستون ہے کیونکہ صحت اور جان کی حفاظت انسان کے دیگر تمام دینی و دنیاوی مقاصد کے لیے اہم ہے۔ چنانچہ شریعت نے علاج و معالجہ کو نہ صرف جائز بلکہ مستحب عمل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

"تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً "[3]

"علاج کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی ضرور پیدا کی ہے۔"

مندرجہ بالا حدیث واضح کرتی ہے کہ علاج کا حصول اسلام میں ایمان اور عقل دونوں کا تقاضا ہے۔ اسلامی طبّی اخلاقیات کا مقصد یہ ہے کہ علاج کا ہر عمل انسانی وقار، خیر خواہی، انصاف اور احتیاط کے اصولوں پر مبنی ہو۔ فقہاءِ اسلام مثلاً امام نوویؒ، امام ابن قیمؒ اور امام شاطبیؒ نے طِبّ کو شرعی ضرورت قرار دیتے ہوئے اسے خیرِ عامہ کا درجہ دیا ہے۔ اس حوالے سے ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں لکھتے ہیں

"الطبّ من أنفع العلوم للعباد، وهو من فروض الكفايات"[4]

"طِبّ بندگانِ خدا کے لیے سب سے زیادہ نفع بخش علوم میں سے ہے، اور یہ فرضِ کفایہ ہے۔"

طِبّ انسان کے لیے سب سے زیادہ نافع و مفید علوم میں سے ہے اور یہ فرضِ کفایہ کے زمرے میں آتا ہے۔ گویا اسلامی تناظر میں طِبّ محض پیشہ نہیں بلکہ دینی فریضہ ہے جس کا مقصد انسان کی جسمانی اور روحانی سلامتی ہے۔

2.2 جدید بائیو میڈیکل ایتھکس کے اصول اور اسلامی ہم آہنگی

جدید طبّی دنیا میں "Biomedical Ethics" ایک باقاعدہ شعبہ بن چکا ہے جس کا مقصد صحت، تحقیق اور علاج سے متعلق اخلاقی معاملات میں رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ Tom Beauchamp (D 2024) اور James Childress(B 1940) نے اس کے چار بنیادی اصول متعین کیے جو دنیا بھر میں طبّی اخلاقیات کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں:

- خیر خواہی
- عدمِ ضرر
- خود مختاری
- عدل و انصاف

اسلامی طبّی اخلاقیات بھی انہی عالمی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں، تاہم ان کا نقطہ نظر قرآن و حدیث کی روشنی میں مخصوص اخلاقی اور روحانی اقدار کے گرد گھومتا ہے جو نہ صرف طبّی پیشہ ور افراد کی اخلاقی رہنمائی کرتا ہے بلکہ مریض کی فلاح و بہبود کو ایک جامع اور متوازن انداز میں یقینی بناتا ہے۔ ان اصولوں کی مختصر اُوضاحت درج ذیل ہے:

2.2.1 Beneficence / خیر خواہی

خیر خواہی (Beneficence) طبّی اخلاقیات کا بنیادی اصول ہے جو معالج کو پابند کرتا ہے کہ وہ اپنی تمام پیشہ ورانہ صلاحیتیں مریض کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کرے اور کسی بھی نقصان دہ عمل سے گریز کرے۔ اس کی جڑیں قدیم اخلاقی روایت، خصوصاً **بقراطی حلف** میں ملتی ہیں، جہاں مریض کی بہتری کو طبیب کا اولین مقصد قرار دیا گیا۔ جدید دور میں بیوچیمپ اور چلڈرس نے اپنی تصنیف *Principles of Biomedical Ethics* میں خیر خواہی کو بائیو میڈیکل اخلاقیات کے چار بنیادی اصولوں میں شامل کیا۔ جس کے مطابق معالج کا فرض صرف علاج تجویز کرنا نہیں بلکہ مریض کی جسمانی، ذہنی اور جذباتی صحت کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ یہ اصول تحقیق، تدریس اور پالیسی سازی میں بھی انسانیت کی فلاح کو مرکزی اہمیت دیتا ہے۔ عملاً یہ اصول کلینیکل پریکٹس، ویکسینیشن، پبلک ہیلتھ پروگرامز اور Risk-Benefit Analysis میں ظاہر ہوتا ہے جہاں ہر اقدام کا مقصد نقصان سے بچاؤ اور مریض کے مفاد کو مقدم رکھنا ہے۔

> " The principle of beneficence is the obligation of physician to act for the benefit of the patient and supports a number of moral rules to protect and defend the right of others, prevent harm, remove conditions that will cause harm, help persons with disabilities, and rescue persons in danger.[5]"

"خیر خواہی کا اصول معالج پر یہ اخلاقی ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ مریض کی بھلائی کے لیے عمل کرے۔ یہ اصول متعدد اخلاقی قواعد کی تائید کرتا ہے، جیسے دوسروں کے حقوق کا تحفظ، نقصان کو روکنا، ضرر رساں حالات کو دور کرنا،

معذور افراد کی مدد کرنا اور خطرے میں مبتلا افراد کو بچانا۔"

خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ معالج معذور، کمزور اور خطرے میں مبتلا افراد کی مدد کرے، نقصان دہ حالات کو دور کرے اور مریض کے مفاد میں فیصلے کرے۔ اسلامی طبّی اخلاقیات میں "احسان" کا مفہوم صرف خیر خواہی تک محدود نہیں بلکہ اس میں جذبۂ خدمت، ہمدردی اور بلا غرض بھلائی شامل ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو احسان کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ عزّوجلّ نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ "[6]

"اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

طِبّ کے میدان میں یہ اصول طبیب کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ مریض کی بہتری کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"وَخَيرُالنَّاسِ اَنفَعُهُم لِلنَّاسِ "[7]

"مخلوق کو فائدہ پہنچانے والا سب سے بہتر انسان ہے۔"

اسلامی طبّی اخلاقیات میں خیر خواہی کا یہ اصول **رحم (رحمت)، احسان اور نصیحت بالخیر** جیسے اقدار سے مطابقت رکھتا ہے، جو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ہر انسان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ اصول معالج کو صرف علاج کرنے والا نہیں بلکہ ایک خیر خواہ، مددگار اور اخلاقی رہنما بناتا ہے جو ہر حالت میں مریض کی بھلائی کو مقدم رکھتا ہے۔

2.2.2 Non-maleficence / عدم ضرر

ضرر سے اجتناب طبّی اخلاقیات کا وہ بنیادی اصول ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ معالج اپنے کسی عمل یا فیصلے کے نتیجے میں مریض کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس کی بنیاد اس قدیم بقراطی قول پر ہے جو صدیوں سے طِبّ کے پیشہ ورانہ رویّے کی اساس سمجھی جاتی ہے۔ اس اصول کا مقصد یہ ہے کہ علاج کے ہر مرحلے پر مریض کی سلامتی کو اولین ترجیح دی جائے۔ جدید طبّی دنیا میں اس اصول کو زیادہ منظم انداز میں بیوچیمپ اور چلڈرس نے اپنی معروف تصنیف میں بیان کیا جہاں یہ خیر خواہی (Beneficence) کے ساتھ مل کر معالج کے فیصلوں کو سمت دیتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ اصول "Risk-Benefit Analysis" کے ذریعے عملی طور پر نافذ کیا جاتا ہے یعنی معالج ہر طبّی اقدام سے پہلے اس کے ممکنہ فوائد اور نقصانات کا تقابلی جائزہ لیتا ہے۔ اگر نقصان کے امکانات زیادہ ہوں تو اس مداخلت سے گریز کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کینسر کے مریضوں میں کیموتھراپی کے استعمال کو اسی اصول کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ اسی طرح کلینیکل ٹرائلز میں سخت اخلاقی ضوابط اسی مقصد سے وضع کیے گئے ہیں تاکہ غیر ضروری خطرات کو روکا جا سکے اور شرکاء کی حفاظت یقینی بنائی جا سکے۔

> "The principle of non-maleficence obligates us to abstain from causing harm to others. In medical ethics this principle has been treated as effectively identical to the celebrated maxim *Primum non nocere*: "Above all [or first] do no harm." The Hippocratic Oath incorporates both an obligation of nonmaleficence and an obligation of beneficence".[8]

"عدم ضرر کا اصول (Nonmaleficence) ہمیں اس بات کا پابند کرتا ہے کہ ہم دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہیں۔ طبّی اخلاقیات میں اس اصول کو مشہور طبّی مقولے *Primum non nocere* (سب سے پہلے، نقصان نہ پہنچاؤ) کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ حلف نامہ بقراط میں نہ صرف نقصان سے بچنے بلکہ فائدہ پہنچانے کی دونوں اخلاقی ذمہ داریاں ہیں۔"

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

"نقصان نہ پہنچانا" کا مطلب یہ نہیں کہ تمام طبّی عمل درد سے خالی ہوں بلکہ یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جس کا مجموعی نقصان اس کے ممکنہ فائدے سے زیادہ ہو۔ عالمی ادارۂ صحت (WHO) نے اصولِ عدمِ ضرر کو طبّی اخلاقیات کی اساس قرار دیتے ہوئے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے

"First, do no harm" is the most fundamental principle of any health care service. No one should be harmed in health care".[9]

"**سب سے پہلے نقصان نہ پہنچانا**" صحت کی کسی بھی خدمت کا سب سے بنیادی اصول ہے۔ صحت کی دیکھ بھال میں کسی کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔"

مذکورہ اصول طِبّ کے شعبے میں اخلاقیات کی بنیاد ہے۔ یہ صرف طبّی نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ انسانی، اخلاقی، شرعی اور معاشی لحاظ سے بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یوں عدم ضرر کا اصول جدید بائیومیڈیکل ریسرچ، پبلک ہیلتھ پالیسی اور کلینیکل پریکٹس میں ایک عملی اور ریگولیٹری بنیاد بھی ہے جو طِبّ کو انسانی بھلائی کے حقیقی مقصد سے ہم آہنگ رکھتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر میں جان کی حرمت مطلق ہے مگر مطلق العنان نہیں، قرآن مجید میں سورۃ المائدہ کی آیت 32 میں ایک جان کے قتل (ناحق) کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔[10] یہ اصول اس بات پر زور دیتا ہے کہ طبّی تجربات، کلینیکل ٹرائلز اور جدید معالجات صرف اسی وقت جائز ہیں جب وہ زندگی کو بچانے یا انسانی فلاح کے لیے ناگزیر ہوں۔ اس کے برعکس وہ تمام اقدامات جن میں غیر ضروری خطرہ، تجارتی استحصال یا انسانی وقار کی پامالی شامل ہو، اسلامی اخلاقیات میں مردود ہیں۔ قرآنِ حکیم میں نقصان سے اجتناب کے اصول کو مزید وضاحت کے ساتھ یوں بیان کیا ہے

"وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ"[11]

"اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

قرآنِ حکیم نے انسانی جان کے تحفظ کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ یہ ہدایت محض خودکشی یا قتل سے اجتناب تک محدود نہیں بلکہ اس کے دائرے میں وہ تمام عوامل آتے ہیں جو انسانی زندگی کو نقصان یا خطرے سے دوچار کرتے ہیں۔ اسلام میں کسی کو نقصان پہنچانا شدید ممنوع ہے، خاص طور پر ایسے حالات میں جب انسان مدد کا محتاج ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

"لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَار"[12]

"نہ خود نقصان پہنچاؤ، نہ دوسروں کو نقصان دو۔"

اسلامی طبّی اخلاقیات میں نقصان سے اجتناب کے اصول کا مطلب یہ ہے کہ معالج کو ہر ممکن طور پر ایسے اقدامات سے گریز کرنا چاہیے جو مریض کو جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچا سکتے ہوں، چاہے وہ دانستہ ہوں یا غیر دانستہ۔ اسلامی فقہ میں "**لا ضرر ولا ضرار**" (نہ نقصان پہنچانا ہے، نہ اس کا بدلہ لینا ہے) ایک معروف فقہی اصول ہے جو طبّی میدان میں مریض کو نقصان سے بچانے کے لیے بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے اور معالج کو پابند کرتا ہے کہ مریض کو علاج و معالجے کے دوران کسی بھی قسم کے قابلِ گریز نقصان سے بچایا جائے، خطرات کا قبل از وقت تجزیہ کیا جائے اور ایسے اقدامات کیے جائیں جن سے ضرر سے بچا جا سکے۔

2.2.3 Autonomy/خودمختاری

خودمختاری جدید طبّی اخلاقیات کا ایک بنیادی اصول ہے جو مریض کے ذاتی فیصلے کے احترام کو یقینی بناتا ہے۔ اس اصول کا تقاضا یہ ہے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

کہ معالج مریض پر اپنی رائے مسلط نہ کرے بلکہ اسے علاج کے بارے میں باخبر (informed) اور رضاکارانہ (voluntary) فیصلہ کرنے کی آزادی دے۔ خود مختاری کا یہ تصور مغربی فکری روایت میں بالخصوص 20ویں صدی کے وسط میں اُبھر کر سامنے آیا جب *Nuremberg Code (1947)* اور بعد ازاں *Declaration of Helsinki (1964)* نے مریض و شرکاءِ تحقیق کے رضامند فیصلے کو اخلاقی تقاضا قرار دیا۔ Beauchampاور Childress کے مطابق خود مختاری کا احترام اس وقت حقیقی معنی میں ممکن ہے جب مریض کو مکمل معلومات فراہم کی جائیں، اس کے فیصلے پر غیر ضروری دباؤ نہ ڈالا جائے اور اسے اپنی اقدار و ترجیحات کی روشنی میں فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔ اسی تناظر میں جدید میڈیکل پریکٹس میں "Informed Consent" کو ایک لازمی قانونی و اخلاقی ضرورت قرار دیا گیا ہے۔

> "Respecting the principle of autonomy obliges the physician to disclose medical information and treatment options that are necessary for the patient to exercise self determination and supports informed consent, truth telling, and confidentiality.[13]"
>
> "خود اختیاری (Autonomy) کے اصول کا احترام معالج کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ مریض کو درکار طبّی معلومات اور علاج کے تمام ممکنہ اختیارات فراہم کرے تاکہ مریض اپنی مرضی سے باخبر فیصلہ کر سکے۔ یہ اصول درج ذیل اخلاقی تقاضوں کی حمایت کرتا ہے: باخبر رضامندی، سچ بولنا، رازداری کا خیال رکھنا۔"

جدید پبلک ہیلتھ ایتھکس میں بھی خود مختاری کا اصول اہمیت رکھتا ہے۔ یوں خود مختاری وہ اصول ہے جو مریض کو محض علاج کا موضوع (object) نہیں بلکہ ایک فعال شریک (participant) قرار دیتا ہے۔ یہ معالج اور مریض کے تعلق کو یکطرفہ اختیار سے دوطرفہ اعتماد میں بدل دیتا ہے اور طِبّ کو ایک انسان دوست اور حقوق پر مبنی نظام میں ڈھالتا ہے۔ اسلام میں انسان کو شعور، ارادہ اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت عطا کی گئی ہے اور اس کے ذاتی اختیار کا احترام کیا گیا ہے اور کسی قسم کے جبر کو پسند نہیں کیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّين "[14]

"دین میں کوئی جبر نہیں۔"

اسلامی طِبّی اخلاقیات میں مریض کو اپنی صحت سے متعلق فیصلے کا حق حاصل ہے مگر یہ حق شریعت کے تابع ہوتا ہے۔ جب مریض فیصلہ کرنے کے قابل نہ رہے تو اختیار ولی کو منتقل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ عمل بھی قابلِ غور ہے کہ آپ مریض کی حالت پوچھتے، تسلی دیتے اور مشورہ دیتے لیکن کبھی زبردستی کوئی عمل نہیں کرتے۔ فقہی اصول **"رضا شرط ہے"** بھی اسی تصور کو تقویت دیتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر میں مشاورت کا بھی کلیدی کردار ہے، جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ تمام اہم طِبّی فیصلوں میں معالج، مریض اور اہل علم کی باہمی مشاورت ضروری ہے تاکہ فیصلہ شرعی اور اخلاقی بنیادوں پر ہو۔

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

2.2.4 Justice/انصاف و مساوات

انصاف طبّی اخلاقیات کا وہ ستون ہے جو صحت کے نظام میں مساوات، غیر جانبداری اور منصفانہ وسائل کی تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔جدید طِبّ میں انصاف کے تصور کو بالخصوص 20ویں صدی کے نصف آخر میں نمایاں مقام ملا، جب John Rawls(2002)[15] کی"Theory of Justic"اور اس کے بعد بائیو میڈیکل ایتھکس کی تحریروں نے صحت کے شعبے میں مساوات کو ایک بنیادی اخلاقی معیار کے طور پر تسلیم کیا۔بیوچیمپ اور چِلڈرس نے انصاف کو اخلاقیات کے لازمی اصولوں میں شامل کرتے ہوئے اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ صحت عامہ محض انفرادی مسئلہ نہیں بلکہ ایک اجتماعی حق ہے۔اسی لیے جدید دنیا میں *equity in healthcare* کو بین الاقوامی معاہدوں اور پالیسیوں میں بنیادی قدر کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔

> "Of the several categories of justice, the one that is most pertinent to clinical ethics is distributive justice. Distributive justice refers to the fair, equitable, and appropriate distribution of healthcare resources determined by justified norms that structure the terms of social cooperation. How can this be accomplished?There are different valid principles of distributive justice. These are distribution to each person (i) an equal share, (ii) according to need, (iii) according to effort, (iv)according to contribution, (v) according to merit and (vi) according to free-market exchanges[16]"

> " انصاف کی مختلف اقسام میں سے تقسیمی انصاف وہ ہے جو طبّی اخلاقیات سے سب سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ صحت کی سہولیات اور وسائل کی منصفانہ، مساوی اور مناسب تقسیم ایسے جائز اصولوں کی بنیاد پر کی جائے جو معاشرتی تعاون کے اصولوں کو منظم کرتے ہیں۔یہ تقسیم کیسے ممکن ہو؟اس کے لیے تقسیمی انصاف کے کئی قابلِ قبول اصول موجود ہیں، مثلاً(1)ہر فرد کو برابر حصہ دینا(2)ضرورت کی بنیاد پر تقسیم(3)محنت کے مطابق(4)شراکت کی بنیاد پر(5) قابلیت کے مطابق اور(6) آزاد منڈی کے تبادلوں کے مطابق تقسیم۔"

درج بالا اقتباس کے مطابق طبّی اخلاقیات میں **انصاف** سے مراد صحت کی سہولیات اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ہے۔**تقسیمی انصاف** کے تحت علاج کی فراہمی ضرورت، قابلیت اور مساوات کے اصولوں پر مبنی ہوتی ہے۔یہ اصول معالج کو پیشہ ورانہ دیانت، انسانی ہمدردی اور احترامِ انسانیت کا پابند بناتا ہے جس سے طِبّ ایک سائنسی پیشہ ہونے کے ساتھ خدمتِ انسانیت کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔اسلامی تعلیمات میں **عدل** کو ایک بنیادی اخلاقی قدر اور اجتماعی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے اور اس کے قیام کی ترغیب دلائی گئی ہے۔قرآن کریم میں اللہ کا فرمان ہے

"**اِعدِلُوا هُوَ اَقرَبُ لِلتَّقوٰی**"[17]

"انصاف کرو،یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"

عدل و انصاف اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے اور معاشرتی بدامنی سے بچاؤ کا بھی، اسلامی نظام میں عدل کی بنیاد قرآنی تعلیمات پر ہے

"اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالعَدلِ وَالاِحسَانِ"[18]

"بے شک اللہ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔"

طِبّ میں عدل کا مطلب یہ ہے کہ ہر مریض کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے،خواہ وہ امیر ہو یا غریب، قریبی ہو یا اجنبی اور

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

بلا تفریق اس کی ذات، مذہب یا سماجی حیثیت کچھ بھی ہو، علاج، توجہ اور وسائل کی تقسیم میں کسی قسم کا تعصب یا تفریق نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ تھا کہ ہر شخص کو اس کے مطابق عزت اور توجہ دیتے اور کسی کے ساتھ ناانصافی یا امتیازی سلوک نہیں فرماتے۔ اسلامی فقہ میں بھی عدل کو فتوے اور فیصلوں کی بنیاد بنایا گیا ہے اور طبّی تناظر میں یہ اصول معالج کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ تمام مریضوں کو ان کے حق کے مطابق دیکھے، نہ کمی کرے نہ زیادتی۔ غرض یہ کہ اسلامی طبّی اخلاقیات کا نظام محض اصولوں تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسے ہمہ گیر صحت کے تصور کی بنیاد ہے جو انسان کے جسم، دل، دماغ اور روح، سب کی فلاح کو شامل کرتا ہے۔ اسلامی اور جدید بائیومیڈیکل ایتھکس میں بنیادی ہم آہنگی پائی جاتی ہے؛ فرق صرف یہ ہے کہ جدید اخلاقیات انسانی عقل پر جبکہ اسلامی اخلاقیات وحیِ الٰہی پر استوار ہیں۔

3. عالمی اور اسلامی نقطہ نظر سے مریضوں کے تحفظ کا جامع فریم ورک

مریضوں کا تحفظ جدید صحت کے نظام کا بنیادی ستون ہے اور عالمی سطح پر صحت کی پالیسی سازی میں اولین ترجیح سمجھا جاتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت اور دیگر بین الاقوامی تنظیمیں مریضوں کی حفاظت کے لیے اصول و معیارات وضع کرتی ہیں تاکہ دورانِ علاج خطرات کم سے کم ہوں اور صحت کی خدمات زیادہ محفوظ اور معیاری ہوں۔

اسلامی تعلیمات میں بھی انسانی جان، عزت اور وقار کی حفاظت کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ قرآن و سنت اور فقہی اصول واضح کرتے ہیں کہ علاج کے عمل میں نقصان سے اجتناب، احتیاطی تدابیر اور مریض کی فلاح و بھلائی کو مدنظر رکھنا ہر معالج پر دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ زیرِ نظر مضمون عالمی معیارات اور اسلامی اخلاقیات کے اصولوں کو یکجا کرتے ہوئے مریض کے تحفظ کے ایک جامع اور ہم آہنگ فریم ورک کو پیش کرتا ہے جو سائنسی اور اخلاقی نقطہ نظر سے صحت کے نظام کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔

- **Public safety**

عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق Public safety کا مطلب ہے قابلِ تدارک نقصان کا فقدان اور غیر ضروری خطرات کو کم سے کم سطح تک لانا ہے۔

> "Patient safety is defined as "the absence of preventable harm to a patient and reduction of risk of unnecessary harm associated with health care to an acceptable minimum."[19]
>
> مریضوں کے تحفظ کی تعریف یوں کی جاتی ہے: "مریض کو پہنچنے والے قابلِ تدارک نقصان کا مکمل فقدان اور صحت کی دیکھ بھال کے عمل میں غیر ضروری نقصان کے خطرات کو اس حد تک کم کر دینا جو کم سے کم اور قابلِ قبول ہو۔"

بالفاظِ دیگر Public Safety سے مراد یہ ہے کہ علاج اور صحت کی دیکھ بھال کے دوران مریض کو کسی ایسے نقصان سے محفوظ رکھا جائے جس سے بچنا ممکن ہو اور اگر خطرہ موجود ہو تو اسے کم سے کم سطح تک لایا جائے۔ موجودہ دور میں مریضوں کا تحفظ عالمی صحت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے اور صحت کے نظام کو مضبوط بنانے کا بنیادی ستون تصور کیا جاتا ہے۔ اسی مقصد کے تحت عالمی ادارۂ صحت نے 2019ء میں قرارداد **WHA72.6** منظور کی جس کے نتیجے میں ہر سال **17 ستمبر** کو عالمی یومِ تحفظِ مریضاں منایا جاتا ہے۔ اس مہم کا مقصد عوامی شعور میں اضافہ، صحت کے عمل میں قابلِ اجتناب نقصان کی روک تھام اور عالمی سطح پر اجتماعی کوششوں کو فروغ دینا ہے۔ اسی تناظر میں عالمی ادارۂ صحت نے **Patient Safety Flagship** کے عنوان سے ایک جامع حکمتِ عملی شروع کی ہے تاکہ 2030ء تک مریضوں کے تحفظ کے عالمی منصوبے کو مؤثر طور پر نافذ کیا جا سکے۔

"WHO has launched the Patient Safety Flagships a transformative initiative to guide and support strategic action on patient safety at the global,regional and national levels.Its core work involves supporting the implementation of the Global Patient Safety Action Plan 2021–2030.[20]"

"عالمی ادارۂ صحت نے مریضوں کے تحفظ کے لیے ایک جامع اور انقلابی اقدام کے طور پر Patient Safety Flagshipکا آغاز کیا ہے جس کا مقصد عالمی، علاقائی اور قومی سطح پر مریضوں کے تحفظ سے متعلق حکمتِ عملی، اقدامات کی رہنمائی اور معاونت فراہم کرنا ہے۔اس پروگرام کا بنیادی کام عالمی منصوبہ برائے مریضوں کا تحفظ 2021–2030 کے نفاذ میں تعاون فراہم کرنا اور اس کے مقاصد کے عملی حصول کو یقینی بنانا ہے۔"

یہ منصوبہ دراصل عالمی ادارۂ صحت کی ایک بڑی کوشش ہے۔اسکا مقصد ہے کہ ہر سطح پر ایسی حکمتِ عملی اپنائی جائے جس سے دورانِ علاج خطرات کم ہوں اور صحت کی خدمات زیادہ محفوظ اور معیاری بن سکیں۔اسلامی تعلیمات اس عالمی تصور کے ساتھ گہری ہم آہنگی رکھتی ہیں۔قرآن مجید نے انسانی جان کے تحفظ کو بنیادی دینی اصول قرار دیا ہے:وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا(المائدہ،5:32)ایک جان کو بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔نبی کریم ﷺ نے بھی واضح فرمایا: لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ(نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ)۔فقہی قواعد جیسے **الضرر یزال**(نقصان کو دور کیا جائے)اور **المشقة تجلب التیسیر**(مشقت آسانی کا باعث ہے)اسی اصول کو تقویت دیتے ہیں کہ مریض کو علاج کے عمل میں غیر ضروری تکلیف یا خطرے سے بچایا جائے اور سہولت فراہم کی جائے۔ یوں عالمی ادارۂ صحت کے معیارات اور شریعت کے اصول یکساں مقصد رکھتے ہیں۔جدید طبّی قوانین مریضوں کو نقصان سے بچانے کے لیے ادارہ جاتی سطح پر حکمتِ عملی فراہم کرتے ہیں جبکہ شریعت اس تحفظ کو دینی اور اخلاقی ذمہ داری قرار دیتی ہے۔گویا مریضوں کے تحفظ کے عالمی ماڈلز اور اسلامی اخلاقیات ایک دوسرے کے ساتھ نہ صرف ہم آہنگ ہیں بلکہ ایک دوسرے کو تقویت بھی دیتے ہیں کیونکہ دونوں کا مشترکہ مقصد انسانی جان کا تحفظ اور علاج کو بھلائی و خیر خواہی کا ذریعہ بنانا ہے۔

- **Risk Management**

جدید طبّی نظام میں Patient Safetyاور Risk Managementبنیادی اخلاقی و انتظامی اصول سمجھے جاتے ہیں۔ان کا مقصد دورانِ علاج مریض کو ہر قسم کے قابلِ گریز نقصان سے محفوظ رکھنا اور غلطی کے امکانات کو کم سے کم کرنا ہے۔مریضوں کا تحفظ اسی وقت یقینی بنایا جا سکتا ہے جب صحت کی خدمات کو رِسک مینجمنٹ کے اصولوں کی روشنی میں پرکھا اور بہتر کیا جائے۔

"Risk management in healthcare is the practice of analyzing healthcare practices and processes to identify risks and opportunities, assess their likelihood and potential impact and implement controls to prevent losses and optimize profitability.[21]

"نظامِ صحت میں رِسک مینجمنٹ سے **مراد ہے** طبّی طریقہ کار اور عمل کا تجزیہ کیا جائے تاکہ ممکنہ خطرات اور مواقع کی نشاندہی کی جا سکے،ان کے وقوع پذیر ہونے کے امکانات اور ممکنہ اثرات کا اندازہ لگایا جائے اور ایسے اقدامات نافذ کیے جائیں جو نقصانات کو روکیں اور کارکردگی کو بہتر بنا سکیں۔"

بالفاظِ دیگر رِسک مینجمنٹ کا مطلب ہے علاج کے عمل اور نظام کو اس نظر سے پرکھا جائے کہ کہاں کہاں نقصان یا غلطی کے امکانات ہیں،ان کے اثرات کتنے بڑے ہو سکتے ہیں اور پھر ایسے عملی اقدامات کیے جائیں جن سے نقصان سے بچا جا سکے اور علاج کا معیار بہتر بنایا جا سکے۔

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

ہر ہسپتال یا ادارے میں یہ طریقہ اپنی ساخت، وسائل اور خطرات کو برداشت کرنے کی صلاحیت پر منحصر ہوتا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ عالمی اقدامات دراصل اس بنیادی اخلاقی اصول کی جدید توثیق ہیں جو قرآن وسنّت نے صدیوں قبل بیان کر دیا تھا۔ قرآن مجید نے واضح طور پر حکم دیا:

"وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ"[22]

"اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

مذکورہ حکم خطرات سے بچاؤ اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے وبائی امراض کے دوران قرنطینہ کا حکم دے کر اجتماعی صحت کے تصور کو اجاگر فرمایا

"إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ فِيهَا، فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا"[23]

"جب تم سنو کہ کسی جگہ طاعون (وباء) پھیل گیا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر وہ جگہ تمہاری موجودگی میں وباء زدہ ہو جائے تو وہاں سے باہر نہ نکلو۔"

درج بالا حدیث اس امر کو واضح کرتی ہے کہ وبائی امراض کے دوران احتیاطی تدابیر اختیار کرنا نہ صرف فرد کے لیے بلکہ پوری معاشرتی صحت کے تحفظ کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ رہنمائی جدید دور کی پبلک ہیلتھ پالیسی اور انفیکشن کنٹرول کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔ اسی طرح فقہی قواعد: **الضرر يزال** (نقصان کو دور کیا جائے)، **درء المفاسد أولى من جلب المصالح** (نقصان کو روکنا فائدہ حاصل کرنے پر مقدم ہے) براہِ راست اس تصور کو تقویت دیتے ہیں کہ طبّی عمل میں ہر وہ پہلو ختم کیا جائے جو مریض یا سماج کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ قرآن و سنت نے احتیاط، قرنطینہ اور نقصان سے اجتناب کی جو ہدایات دی ہیں وہ فقہی قواعد کے ساتھ مل کر رِسک مینجمنٹ کے تصور کی دینی بنیاد فراہم کرتی ہیں تاکہ انسانی جان کا تحفظ ہر حال میں یقینی بنایا جاسکے۔ اسلامی تعلیمات اور عالمی ادارۂ صحت کے اقدامات یکساں طور پر اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ مریض کو نقصان سے بچانا محض پیشہ ورانہ ذمہ داری نہیں بلکہ دینی و اخلاقی فریضہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ جدید طِبّ اسے سائنسی و انتظامی حکمتِ عملی سمجھتی ہے جبکہ اسلام اسے وحی الٰہی پر مبنی آفاقی اخلاقی ضابطہ قرار دیتا ہے۔

- **Holistic Care**

جدید میڈیکل ایتھکس میں ہولسٹک کیئر؛ جس میں جسمانی کے ساتھ نفسیاتی اور روحانی پہلو بھی شامل ہیں، قرآنی و نبوی ﷺ رہنمائی کی عکاسی ہے۔Holistic Care سے مراد ایسا علاج یا نگہداشت ہے جو مریض کو صرف ایک بیماری یا جسمانی علامت کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ اُسکی پوری شخصیت کو سامنے رکھے یعنی جسمانی، ذہنی و نفسیاتی، جذباتی، سماجی، روحانی، تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر علاج اور نگہداشت کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ نرسنگ اور جدید ہیلتھ کیئر میں اسے بہت اہمیت حاصل ہے۔

"Holistic care is a complex concept which defies a precise definition. Holistic care provides an in-depth understanding of patients and their various needs for care and has important consequences in health-care systems and has been referred to as the heart of the science of nursing. It will also result in a better understanding of the effects of illnesses on patients' responses and their true needs.[24]"

"ہولسٹک کیئر ایک پیچیدہ تصور ہے جس کی کوئی جامع تعریف کرنا آسان نہیں، یہ طریقہ علاج مریضوں اور انکی مختلف نگہداشت کی ضروریات کو گہرائی سے سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے اور صحت کے نظام میں اسکے اہم اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نرسنگ کے علم میں اسے "دل کی حیثیت" بھی قرار دیا گیا ہے۔ یہ طریقہ علاج اس بات کو بہتر طور پر سمجھنے میں بھی

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

معاون ہوتا ہے کہ بیماری کس طرح مریضوں کے ردِ عمل اور ان کی اصل ضروریات پر اثر انداز ہوتی ہے۔"

ہولسٹک کیئر ایسا طریقہ علاج ہے جو مریض کے اطمینان کو بڑھاتا ہے، اسے اپنی صحت کی ذمہ داری لینے میں مدد دیتا ہے اور یہ سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے کہ بیماری مریض کی زندگی اور رویّوں پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ جدید طبّی تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ مریض صرف جسمانی علامتوں کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل وجود ہے جسکی نفسیاتی، سماجی اور روحانی ضروریات بھی علاج کالازمی حصہ ہیں

"Holistic care, by addressing patients' physical, emotional, social and spiritual needs, restores their balances and enables them to deal with their illnesses, consequently improving their lives.[25]

"ہولسٹک کیئر (Holistic Care) مریض کی جسمانی، جذباتی، سماجی اور روحانی ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر اُس کے توازن کو بحال کرتی ہے اور اُسے اپنی بیماری سے بہتر طور پر نمٹنے کے قابل بناتی ہے، جس کے نتیجے میں اُس کی زندگی میں بہتری آتی ہے۔"

درج بالا اقتباس واضح کرتا ہے کہ بیماری محض جسمانی عارضہ نہیں بلکہ مریض کی ذہنی، جذباتی اور سماجی کیفیت کو بھی متاثر کرتی ہے۔ ایسے میں مریض کا توازن بگڑ جاتا ہے اور روزمرہ معمولات متاثر ہوتے ہیں۔ ہولسٹک کیئر ایسا جامع طریقہ علاج ہے جو مریض کے جسمانی، جذباتی، سماجی اور روحانی پہلوؤں کو متوازن کر کے اس کے باطنی سکون اور زندگی کے معیار کو بہتر بناتا ہے۔ اسلام بھی اسی جامع تصور کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی فکر میں انسانی صحت کو جسم، عقل، نفس اور روح کے متوازن امتزاج کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق حقیقی عافیت اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان کی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی، سماجی اور روحانی تمام جہات میں توازن بر قرار رہے۔ جدید طبّی اخلاقیات میں جس تصور کو Holistic Care کہا جاتا ہے یعنی مریض کو بطور "انسانِ کامل" سمجھنا، نہ کہ صرف بیماری کا کیس، وہ دراصل قرآنی و نبوی تعلیمات کی عملی تصویر ہے۔ قرآن مجید نے انسان کے مختلف پہلوؤں کی ہم آہنگی کو یوں بیان کیا

"فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا"[26]

"پس یکسو ہو کر اپنے چہرے کو دین کی طرف قائم رکھو، وہ فطرتِ الٰہی جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا۔"

آیت واضح کرتی ہے کہ صحت و تندرستی محض جسمانی کیفیت نہیں بلکہ فطرتِ الٰہی سے ہم آہنگ زندگی کا نام ہے۔ اسی تصور کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں پیش فرمایا، چہ جائیکہ جسمانی صحت کے لیے صفائی، طہارت اور اعتدال پر زور دیا؛ وہیں روحانی سلامتی کے لیے ذکر، صبر، دعا اور حسنِ ظن باللہ کی تعلیم دی۔ حدیث شریف میں ہے:

"المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف"[27]

"طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔"

درج بالا ارشاد حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر میں صحت ایک اخلاقی و دینی فریضہ ہے نہ کہ محض طبعی ضرورت۔ اسی طرح طبِّ نبوی ﷺ کی تعلیمات جیسے تلبینہ، شہد، کھجور، زیتون، روزہ اور صفائی، جسمانی و روحانی دونوں سطحوں پر شِفاء کا ذریعہ ہیں۔ جدید *Holistic Medicine* بھی اسی حقیقت کو تسلیم کرتی ہے کہ بیماری صرف جسمانی عارضہ نہیں بلکہ جذباتی و روحانی عدم توازن کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔ اسلامی طرزِ علاج میں روحانی پہلو (دعا، صبر، توکل) اور جسمانی پہلو (دوائی، پرہیز، حفظانِ صحت) کا امتزاج ہی دراصل *Holistic Health* کا حقیقی نمونہ ہے۔

4. خلاصۃ البحث

زیرِ نظر مطالعہ میں شریعتِ اسلامیہ اور جدید بائیو میڈیکل اخلاقیات کے مابین اصولی ہم آہنگی اور فکری مطابقت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ جدید میڈیکل ایتھکس کے بنیادی اصول دراصل وہی اقدار ہیں جن کی اساس قرآن و سنت میں صدیوں پہلے رکھی گئی۔ اسلام میں طبّ محض پیشہ نہیں بلکہ ایک دینی و اخلاقی فریضہ ہے جس کا مقصد انسانی جان، وقار اور فلاح کا تحفظ ہے۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی طبّی اخلاقیات مقاصدِ شریعت بالخصوص حفظِ نفس پر مبنی ہیں جو انسانی صحت اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں توازن اور بھلائی کو یقینی بناتی ہیں۔ خیر خواہی کا اصول مریض کی فلاح کو مقدم رکھتا ہے، عدم ضرر نقصان سے بچاؤ کی ضمانت دیتا ہے، خود مختاری مریض کے شعوری فیصلے کے احترام کو فروغ دیتی ہے جبکہ عدل و مساوات صحت کی خدمات میں منصفانہ تقسیم کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ عالمی ادارۂ صحت کے مریضوں کے تحفظ (Patient Safety) سے متعلق اقدامات جیسے *Global Patient Safety Action Plan 2021–2030* اسلامی تعلیمات کے اُس ابدی اصول سے ہم آہنگ ہیں جس کے مطابق "نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ"۔ اسی طرح *Holistic Care* کا جدید تصور جو مریض کی جسمانی، ذہنی، سماجی اور روحانی ضروریات کو یکجا کرتا ہے عین اسلامی تصورِ صحت کی ترجمانی کرتا ہے جہاں انسان کو بطور "کامل وجود" دیکھا گیا ہے۔ یوں اسلام اور جدید میڈیکل ایتھکس کے مابین کوئی تضاد نہیں بلکہ فکری ہم آہنگی اور اخلاقی تکمیل کا رشتہ موجود ہے۔ شریعتِ اسلامیہ طبّی اخلاقیات کے میدان میں ایک ایسا متوازن اور ہمہ گیر نظریاتی ڈھانچہ فراہم کرتی ہے جو جدید سائنس کے اصولوں کو انسانیت کی فلاح اور اخلاقی اقدار سے ہم آہنگ کرتا ہے۔

5. نتائج بحث

تحقیق سے واضح ہوا کہ

- اسلامی طبّی اخلاقیات جدید بائیو میڈیکل ایتھکس (Biomedical Ethics) کے اصولوں سے بنیادی سطح پر ہم آہنگ ہیں، مگر ان کی بنیاد الٰہی ہدایت اور اخلاقی ذمہ داری پر قائم ہے۔ مقاصدِ شریعت خصوصاً حفظِ نفس اسلامی طبّی اخلاقیات کا مرکزی محور ہے جو علاج، تحقیق اور طبّی فیصلوں کی شرعی سمت متعین کرتا ہے۔ قرآن و سنت میں انسانی جان کی حرمت مطلق قدر کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی روشنی میں Patient Safety اور Risk Management جیسے جدید تصورات کو دینی جواز حاصل ہوتا ہے۔
- اسلامی اصول "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" اور قرآنی تعلیم "وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ" جدید عالمی صحتی نظام کے safety protocols سے فکری مطابقت رکھتے ہیں۔
- جدید تصور Holistic Care درحقیقت قرآن و سنت کے جامع تصورِ صحت کی عملی تعبیر ہے۔
- اسلامی طبّی اخلاقیات جدید دنیا کے لیے ایک جامع، انسان دوست اور روحانی فریم ورک فراہم کرتی ہیں، جو طبّ کو محض سائنس نہیں بلکہ عبادت اور خدمتِ خلق کے درجے پر فائز کرتی ہیں۔

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

مصادر ومراجع

[1] Harold,Scarborough,Medicine|definition,fields,research &facts (Encyclopaedia of Britannica).https://www.britannica.com/science/medicine

[2] Basil Varkey,"Principles of Clinical Ethics and Their Application to Practice-" PubMed Central30, Issue -1(2021)17–28.

[3] ابوعیسیٰ ترمذی،السنن ترمذی(بیروت:دارالسلام،2008ء)،کتاب الطِبّ، باب : مَا جَاءَ فِي الدَّوَاءِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ، رقم الحدیث:2038

Abū ʿĪsá Tirmidhī, al-Sunan Tirmidhī (Bayrūt: Dār al-Salām, 2008), Kitāb al-Ṭibb, Bāb: Mā Jāʾa fī al-Dawāʾ wa-al-Ḥathth ʿAlayhi, Raqm al-Ḥadīth: 2038.

[4] ابن قیم الجوزیہ،زادالمعادفی ھدی خیر العباد(بیروت:موئسۃالرسالہ،1998ء)،15/4

Ibn Qayyim al-Jawzīyah, Zād al-Maʿād fī Hadī Khayr al-ʿIbād (Bayrūt: Muʾassasat al-Risālah, 1998), 4/15

[5] B.Varkey,"Principles of Clinical Ethics and Their Application to Practice-" Pub Med Central 30, Issue -1, 18

[6] القرآن،195:2

Al-Qurʾān 2:195

[7] الطبرانی،المعجم الاوسط(القاہرہ:دارالحرمین لطباعۃوالتوزیع)،رقم الحدیث:5787

Al-Ṭabarānī, al-Muʿjam al-Awsaṭ (al-Qāhirah: Dār al-Ḥaramayn li-al-Ṭibāʿah wa-al-Tawzīʿ), Raqm al-Ḥadīth: 5787

[8] Tom L. Beauchamp & James F. Childress, Principles of Biomedical Ethics -7th ed. (New York: Oxford University Press, 2009),150.

[9] Patient safety, World Health Organization(WHO), September 11,2023 https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/patient-safety

[10] مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا (جس نے ایک جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد کے بغیر قتل کیا اور جس نے اسے زندہ کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا)

[11] القرآن4:29

Al-Qurʾān 4:29

[12] ابن ماجہ،السنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب: مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا يَضُرُّ بِجَارِهِ، رقم الحدیث:2341

Ibn Mājah, al-Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-Aḥkām, Bāb: Man Banā fī Ḥaqqihi Mā Yaḍurru Bijārihi, Raqm al-Ḥadīth: 2341

[13] B. Varkey,"Principles of Clinical Ethics and Their Application to Practice-" PubMed Central 30, Issue -1.

[14] القرآن،256:2

Al-Qurʾān 2:256

[15] جان راولز(1921ء–2002ء)امریکی فلسفی تھے، جن کی کتاب *A Theory of Justice* میں پیش کردہ نظریہ Justice as Fairness جدید سیاسی فلسفے کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

Jān Rāwalz (1921–2002) Amrīkī falsafī thē, jinn kī kitāb *A Theory of Justice* meṅ pēsh kardah naẓariyah *Justice as Fairness* jadīd sīyāsī falsafē kī buniyād samjhā jātā hai-

Vol.4, Issue 02, July to December. 2025,
Page No. 19- 33

16 B.Varkey, Principles of Clinical Ethics and Their Application to Practice, 20-21.

17 القرآن، 8:5

Al-Qurʾān 5:8

18 القرآن، 90:16

Al-Qurʾān 16:90

19 https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/patient-safety

20 https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/patient-safety

21 Steve Alder, What is risk management in health care (The HIPAA Journal) April 11, 2025.

22 القرآن، 195:2

Al-Qurʾān 2:195

23 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الطِب، باب مَا یُذکَرُ فِی الطَّاعُونِ، رقم الحدیث: 5728

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ṭibb, Bāb Mā Yudhkar fī al-Ṭāʿūn, Raqm al-Ḥadīth: 5728

24 Madineh Jasemi; Leila Valizadeh; Vahid Zamanzadeh & Brian Keogh, "A Concept Analysis of Holistic Care by Hybrid Model-"PubMed Central, Jan-Mar, 23.

25 Madineh Jasemi; Leila Valizadeh; Vahid Zamanzadeh & Brian Keogh, "A Concept Analysis of Holistic Care by Hybrid Model-"

26 القرآن، 30:30

Al-Qurʾān 30:30

27 المسلم، مسلم بن حجاج، قشیری، صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر والاذعان له، رقم الحدیث: 6774

Al-Muslim, Muslim ibn Ḥajjāj, Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Qadar, Bāb al-Īmān bi-al-Qadar wa-al-Idhʿān lahu, Raqm al-Ḥadīth 6774